بیسویں صدی میں الجزائر کا سماجی و سیاسی پس منظر، افکارِ مالک بن نبیؒ کے تناظر میں جائزہ

Social and Political Background of 20th Century Algeria in The Context of Malik Bennabi's Thoughts

Dr. Samiul Haq
Alumni, Department of Islamic Thought and Civilization University of Management and Technology, Lahore
Email: samiulhaqs@gmail.com
Hafiz Ehsan Ullah Habib
Alumni, Department of Islamic Thoughts and Culture Bahauddin Zakriya University, Multan
Iftikhar Ahmad
Ph.D Scholar Department of Islamic studies, University of Malakand

ABSTRACT
When Malik Bennabi was born, Algeria was under French occupation. He was born in 1905, during a period when France's colonial rule lasted from 1830 to 1962.
Prior to this, France and Algeria had friendly relations. Algeria had established diplomatic relations with various countries, and in 1564, the first French ambassador was appointed in Algeria. In the early 19th century, France faced severe economic problems and sought help from Algeria. Consequently, Algeria provided wheat and other commodities on credit. Later, France delayed repayment, and using various pretexts, launched a military invasion of Algeria. Simultaneously, efforts were made to fully assimilate Algeria into French civilization, which was pursued on four fronts.
In this context, Malik Bennabi's educational, cultural, and colonial studies perceived the situation. He wrote about the causes, highlighted the issues, exposed all the tactics of colonialism, and proposed a course of action and simple solutions. The discussed article will mention the conditions under which Malik Bennabi's intellectual and ideological growth occurred and how he played a foundational role in Algeria's military and cultural freedom.
Keywords: 20th Century, Algeria, Social and Political Background, Thoughts of Malik Bennabi, Causes and Solutions

مالک بن نبیؒ نے جس زمانے میں آنکھ کھولی اس وقت الجزائر فرانس کے زیر قبضہ تھا۔ وہ 1905ء میں پیدا ہوئے جب کہ فرانس کا استعمار 1830ء سے لے کر 1962ء تک رہا۔ اس سے قبل فرانس اور الجزائر کے دوستانہ تعلقات تھے۔ الجزائر نے مختلف ممالک کے ساتھ سفارتی تعلقات قائم کئے تھے چنانچہ 1564ء میں پہلا فرانسیسی سفیر الجزائر میں تعینات ہوا۔ انیسویں صدی کے اوائل میں فرانس سخت معاشی مسائل کا شکار ہوا تو الجزائر سے مدد طلب کی چنانچہ الجزائر نے گندم اور دیگر اجناس قرض کے طور پر دے دیے۔ بعد میں قرض کی ادائیگی میں ٹال مٹول سے کام لیا اور حیلے بہانے ڈھونڈ کر الجزائر پر مسلح چڑھائی کی۔ اس کے ساتھ ساتھ الجزائر کو مکمل طور پر فرانسیسی تہذیب میں ڈھالنے کے لئے بھی کام ہوا جو کہ بیک وقت چار محاذوں پر جاری رہا۔

ایسے میں مالک بن نبی کی تعلیمی، تہذیبی اور استعماری مطالعہ نے حالات کو بھانپ لیا۔ اسباب پر تحریریں لکھی۔ مسائل کو اجاگر کیا۔ استعمار کے تمام حربوں کو نمایاں کرنے کے ساتھ ساتھ لائحہ عمل بھی تجویز کی اور آسان حل بتادیا۔ زیر بحث مقالہ میں ان حالات کا ذکر کیا جائے گا جن میں مالک بن نبی کی ذہنی اور فکری نشو نما ہوئی۔ اور الجزائر کی عسکری و تہذیبی آزادی میں بنیادی کردار ادا کیا۔

مبحث اول: الجزائر بیسویں صدی میں

مالک بن نبیؒ نے جس زمانے میں آنکھ کھولی اس وقت الجزائر فرانس کے زیر قبضہ تھا۔ وہ 1905ء میں پیدا ہوئے جب کہ فرانس کا استعمار 1830ء سے لے کر 1962ء تک رہا۔[1] اس سے قبل فرانس اور الجزائر کے دوستانہ تعلقات تھے۔ الجزائر خلافت عثمانیہ کا حصہ ہونے کی وجہ سے مضبوط اقتصادی اور عسکری قوت کا حامل ملک تھا۔ اگرچہ یہ خلافت عثمانیہ کا جزء تھا تاہم اسے مکمل طور پر اندرونی آزادی حاصل تھی۔ الجزائر نے مختلف ممالک کے ساتھ سفارتی تعلقات قائم کئے تھے چنانچہ 1564ء میں پہلا فرانسیسی سفیر الجزائر میں تعینات ہوا۔ انہی سفارتی تعلقات کی وجہ سے فرانس نے الجزائر کے بحری بیڑے کی مدد طلب کی تاکہ سپین کو اپنے ساحل پر حملوں سے بچا سکے۔[2] انیسویں صدی کے اوائل میں فرانس سخت معاشی مسائل کا شکار ہوا تو الجزائر سے مدد طلب کی چنانچہ الجزائر نے گندم اور دیگر اجناس قرض کے طور پر دے دیا۔ بعد میں جب فرانس کے حالات بہتر ہوئے تو الجزائر نے قرض کی ادائیگی کا مطالبہ کیا لیکن فرانس نے پہلے ٹال مٹول سے کام لیا اور بعد میں حیلے بہانے ڈھونڈ کر الجزائر پر مسلح چڑھائی کی۔ کمزور فوجی قوت کی وجہ سے الجزائر زیادہ دیر تک مزاحمت نہ کر سکا اور آخر کار فرانس نے اس پر قبضہ کر لیا۔[3]

الجزائر کے اُس وقت کے گورنر الباي احمد نے ملک کے مشرقی صوبے میں مزاحمت کی لیکن 1837ء میں شکست کھائی، مغربی صوبہ میں امیر عبد القادر الجزائری[4] کی سرپرستی میں فرانسیسی سامراج کا مقابلہ جاری تھا، یہاں تک کہ 1847ء کے اواخر میں فرانسیسی افواج کے ہاتھوں گرفتار ہوئے اور یوں کچھ عرصے تک مسلح مزاحمت ماند پڑ گئی اور یوں فرانس کا قبضہ مکمل ہو گیا اگرچہ مختلف علاقوں میں مقامی حالات کے مطابق عوام اور فرانسیسی افواج کے درمیان جھڑپیں ہوتی رہیں تاہم اس کی حیثیت باقاعدہ جنگ کی نہیں تھی۔[5]

مسلح مزاحمت سے فارغ ہونے کے بعد فرانس نے نہ صرف اپنا تسلط مضبوط کرنے پر توجہ دی بلکہ اس کے کے ساتھ ساتھ الجزائر کو مکمل طور پر مغربی تہذیب میں ڈھالنے کے لئے ہر محاذ پر کام بھی کیا اور ہر ہتھکنڈا بھی استعمال کیا۔ فرانسیسی استعمار کے عروج کا دور 1871ء سے 1914ء تک رہا۔[6] اس دور میں عوام کو بنیادی انسانی حقوق سے محروم رکھا گیا، ان کے وسائل پر غاصبانہ قبضہ کیا اور انھیں سیاسی، معاشی، دینی اور فکری طور پر مغلوب رکھنے کی کوشش کی گئی۔[7]

الجزائر کو مکمل طور پر فرانسیسی تہذیب میں ڈھالنے کے لئے بیک وقت چار محاذوں پر کام کیا۔ سب سے پہلے مسیحیت کا پرچار شروع کیا۔ اس کے انھوں نے اسلامی عقائد کو نشانہ بنایا، مسلمانوں کی صفوں میں تقسیم پیدا کرنے کی کوشش کی، مساجد کو گرجوں میں تبدیل کیا، اسلامی مدارس کو بند کیا اور پادریوں کو مسیحیت کی تبلیغ کی کھلی چھٹی دی گئی۔[8] دوسرا کام انھوں نے فرانسیسی تہذیب و ثقافت کو عام کرنے کا کیا۔ اس کے لئے عربی زبان کو محدود اور فرانسیسی زبان کو ہر سطح پر مسلط کرنے، اسلامی اور عربی ورثہ کو مشکوک اور ختم کرنے کی مہم چلائی۔ قومی وحدت کو ختم کرنے اور اندرونی اختلافات بھڑکانے کے لئے عرب اور بربر قوم کو آمنے سامنے کھڑا کیا اور روزمرہ زندگی کے تمام مظاہر کو فرانس کے رنگ میں رنگنے کے لئے کوشش کی۔ تیسرا محاذ شمع تعلیم کو بجھانے کا تھا جس کے ذریعے سامراج نے پہلے بڑے پیمانے پر دینی مدارس، مکاتب اور مساجد کو بند کیا۔ اسلامی اوقاف اور اس کی آمدن پر قبضہ کیا اور اسلامی مصادر اور امہات الکتب پر مشتمل لائبریریوں کو لوٹ لیا گیا۔[9] چوتھا اور آخری حربہ جو فرانسیسی سامراج نے اختیار کیا وہ عوام کے منہ سے نوالہ چھین کر اور انھیں فقر و غربت کی چکی میں پیس کر نانِ شبینہ کے لئے مجبور کرنا تھا تاکہ وہ روٹی کی تلاش میں رہے اور اپنے حقوق کی بات نہ کریں۔ چنانچہ زبردستی اُن کے مال و متاع پر قبضہ کیا، اُنھیں بھاری ٹیکسوں تلے دبا دیا۔ زرخیز زرعی اراضی کو اپنی تحویل میں لے کر ان پر رزق کے دروازے بند کر دئے۔ مسلمان مزدوروں کی اجرت انتہائی کم کر دی اور بے شمار کو ملازمتوں سے محروم کر دیا گیا چنانچہ بڑی تعداد میں لوگ بے گھر ہوئے، مختلف بیماریوں نے انھیں گھیر لیا اور بڑے پیمانے پر لوگ ہجرت پر مجبور ہوئے۔[10]

مذکورہ ہتھکنڈوں کی بدولت تیزی سے فرانسیسی ثقافت الجزائر کے عوام میں منتقل ہوتی رہی اور بطور خاص نئی نسل بری طرح اس سے متاثر ہوئی۔ ان حالات میں ایک طرف علماء کی طرف سے اصلاحی تحریکیں اٹھیں اور دوسری طرف مسلمان زعماء نے سیاسی محاذ پر جدوجہد کا آغاز کر دیا۔ یہ جدوجہد 1962ء میں ملک کی آزادی پر منتج ہوئی۔ سیاسی محاذ پر کوششوں کے لئے پارٹیاں تشکیل دی گئیں جن پلیٹ فارم سے پر امن طریقے سے بنیادی انسانی حقوق کا مطالبہ کیا گیا۔ آزادی سے قبل جو سیاسی پارٹیاں تشکیل دی گئیں ان میں درج ذیل قابل ذکر ہیں:

1. تحریک نوجوانان الجزائر:

اگرچہ یہ تحریک اگرچہ باقاعدہ سیاسی تنظیم کی صورت میں نہیں تھی تاہم اس کی جدوجہد سیاسی اور پر امن تھی۔ یہ بنیادی طور پر ان نوجوانوں نے شروع کی تھی جو فرانسیسی جامعات اور تعلیمی اداروں کے فارغ التحصیل تھے اور مکمل طور پر مغربی ثقافت میں رچ بس گئے تھے۔ ان کی اکثریت سرکاری ملازمین، وکلاء، صحافی، ڈاکٹرز اور سکولوں کے اساتذہ پر مشتمل تھی۔ اس کا آغاز 1892ء میں ہوئی۔[11] الجزائری عوام کے لئے فرانسیسیوں کے مساوی سیاسی حقوق، امتیازی قوانین کا خاتمہ، الجزائریوں کی پارلیمنٹ میں نمائندگی، تعلیم، ٹیکسوں اور ملازمتوں میں مساوی حصہ اس تحریک کے اہم مطالبات میں شامل تھا۔ نیز اس نے مسلمانوں سے مطالبہ کیا کہ ذاتی زندگی اور معاملات کے علاوہ مسلمانوں کو فرانسیسی معاشرے اور اس کی ثقافت میں گھل مل جانا چاہئے۔[12]

اس تحریک نے ذرائع ابلاغ اور خاص طور پر اخبارات وجرائد کے ذریعے اپنے خیالات کے نشر واشاعت کے لئے استعمال کیا۔ جن اخبارات وجرائد کو تحریک نوجوانان نے استعمال کیا ان میں مالک بن نبی کے شہر سے قسنطینہ سے جاری ہونے والا ہفت روزہ "المنتخب" سب سے نمایاں جریدہ تھا جس نے کھل کر الجزائر کے اصلی باشندوں کو مکمل طور پر فرانسیسی معاشرے میں ڈھلنے کی دعوت دی اور صحافت کو بطور اسلحہ استعمال کرنے کی ترغیب دی۔[13]

اسی طرح وہران شہر سے "المصباح" کے نام سے 1904 میں جاری ہوا جس نے الجزائریوں کو خواب غفلت سے جگانے کے لئے کوشش کی۔ علاوہ ازیں ہفت روزہ "کوکب افریقیۃ" جو 1907ء میں جاری ہوا تاکہ سامراج اور اہل وطن کے درمیان پل کا کردار ادا کرے اور دونوں کو ان کے مشترکہ مفادات کے ذریعے ایک دوسرے کے قریب لائے۔ 1909ء میں بیک وقت عربی اور فرانسیسی زبان میں شائع ہونے والا ہفت روزہ "صحیفۃ المسلم" اور صرف فرانسیسی زبان میں شائع ہونے وال ہفت روزہ اخبار "صحیفۃ الاسلام" بھی الجزائر کے نوجوانوں کی توجہ حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے۔[14] جن دیگر جرائد کو تحریک نوجوانان نے عوام کو جگانے کے لئے استعمال کیا

ان میں "الرایۃ الجزائریۃ" اور "جیجلی"[15] قابل ذکر ہیں۔ ان اخبارات اور جرائد نے اوسطا ایک سے دو سال تک کام کیا اور سرکاری مشنری کی طرف سے مسائل کا شکار ہو کر بند ہوئے۔[16]

امیر عبد القادر الجزائری کے پوتے امیر خالد نے فرانس کی حکومت کے سامنے جو مطالبات رکھے ان میں سے درج ذیل مطالبات اہم ہیں:

- الجزائر کے مسلمانوں کو فرانس کے پارلیمنٹ میں برابر سیٹیں دی جائیں۔
- تمام امتیازی قوانین ختم کر دی جائیں۔
- الجزائری عوام پر مقرر کردہ لازمی فوجی خدمت کے قانون کو فرانسیسیوں پر بھی لاگو کیا جائے۔
- اہلیت و قابلیت کی بنیاد پر الجزائری عوام کو فوجی اور سول عہدوں کے لئے بغیر کسی امتیازی سلوک کے اہل قرار دیا جائے۔
- صحافت اور اجتماعات پر کوئی پابندی نہ ہو۔
- دین اور حکومت کو الگ الگ کیا جائے۔
- سماجی قوانین اور مزدوروں کے حقوق کے قوانین سے مسلمانوں کو مستفید کیا جائے۔
- الجزائری مزدوروں کو فرانس داخلے کی مکمل آزادی دی جائے۔[17]

لیکن اس دوران پہلی جنگ عظیم شروع ہوگئی اور امیر خالد فرانسیسی فوج کے ساتھ اس میں شریک ہوئے۔ جنگ کے بعد انھوں نے ریٹائرمنٹ لی اور اپنے آپ کو سیاسی جدوجہد کے لئے وقف کر دیا۔ انھوں نے کئی مرتبہ انتخابات میں حصہ لیا اور آزادی کی جدوجہد کرتے رہے فرانسیسی حکام ان کی آواز سے تنگ آگئے چنانچہ اپنے الجزائری باجگزار کے ساتھ مل کر ملک بدر کر دیا اور یوں ان کی جدوجہد ماند پڑ گئی۔ تاہم 1924 میں انھیں فرانس جانے کی اجازت مل گئی، اس دوران فرانس میں حکومت تبدیل ہو گئی تھی چنانچہ انھوں نے دوبارہ اپنی سیاسی سرگرمیاں شروع کیں۔[18]

2. وحدۃ النواب المسلمین:

باقاعدہ طور پر اس کی تاسیس 11 ستمبر 1927ء کو ہوئی۔ یہ دراصل فیڈریشن آف مسلم پارلیمنٹیرین کی نئی تشکیل تھی۔ اس پارٹی نے جو منشور پیش کیا اس کے اہم نکات درج ذیل ہیں:

- اسلامی تہذیب وثقافت کا احترام۔

- امتیازی سلوک کے نظریہ کا خاتمہ۔
- سیاسی حقوق میں مساوات۔
- فرانسیسیوں سے ہٹ کر الجزائری منتخب نمائندگان کے ذریعے الجزائری معاشرے کو جدید طرز پر استوار کرنا۔[19]

اگرچہ یہ پارٹی فرانس کے ساتھ انضمام چاہتی تھی تاہم الجزائری عوام کے حقوق اور ان کی ثقافت کی بقا کی اور مسلمانوں کو پسماندگی سے نکال کر ترقی کی راہ پر لگانے کی بھی خواہشمند تھی۔

3. نجم شمال افریقہ:

اس تنظیم کا آغاز 1925 کو پیرس میں ہوا تھا۔ تیونس، مراکش اور الجزائر کے مزدور، طلبہ اور نوجوان اس میں شامل ہوئے جو ان کے حقوق کے لئے آواز اٹھاتی رہی۔ تاہم کچھ ہی عرصے بعد تیونس اور مراکش کے نوجوان اس سے نکل گئے اور صرف الجزائر کے طلبہ، مزدور اور مہاجر اس میں باقی رہے۔[20] خود مالک بن نبی بھی اس کے پروگرامات میں حصہ لیتے رہے اور ان کے مطالبات میں اپنی آواز شامل کرتے رہے۔ تاہم اس کا دائرہ وسیع نہیں تھا اور اس کی زیادہ تر سرگرمیاں عرب مزدوروں کے حقوق اور ان کی امداد تک محدود رہی۔ جب امیر خالد کو دوبارہ فرانس میں داخلے کی اجازت مل گئی تو انھوں نے نئے سرے سے اس کو منظم کیا اور اس کے پلیٹ فارم سے سیاسی سرگرمی شروع کردی اور شمالی افریقہ کے عرب ممالک کی آزادی کا مطالبہ کیا۔[21]

اس تنظیم نے فرانس کے قلب سے اپنے پلیٹ فارم سے الجزائر کی آزادی اور اہل جزائر کے حقوق کی بھر پور آواز اٹھائی۔ اس تنظیم کے منشور کے بنیادی نکات درج ذیل ہیں:

- الجزائر کی مکمل آزادی۔
- فرانسیسی فوج کا مکمل انخلاء۔
- قومی فوج کی تشکیل۔
- فرانسیسیوں کی جانب سے غصب کردہ زرعی اراضی اور فیکٹریوں کو واگزار کرانا۔
- فرانس کی حکومت کی جانب سے جنگلات اور دیگر اراضی کے قبضے کا خاتمہ۔
- تمام امتیازی قوانین کا فوری خاتمہ۔
- فرانسیسی جیلوں میں قید یا جلاوطن اہل الجزائر کے لئے عام معافی کا اعلان۔

- عام انتخابات کے ذریعے الجزائری پارلیمنٹ کی تشکیل۔
- انتخابات کے ذریعے بلدیات کے نظام کا قیام۔
- عربی زبان میں سکولوں کا قیام۔
- اہل فرانس کی بہبود کے لئے بنائے گئے قوانین کا تمام اہل الجزائر پر اطلاق۔[22]

یہ اور اسی طرح کے دیگر مطالبات کے لئے پہلے فرانس کے قلب پیرس میں بھرپور اور پرجوش اجتماعات کئے گئے اور پھر الجزائر تک پھیل گئے۔ فرانسیسی حکام جلد ہی نجم شمال افریقیا کی آواز سے تنگ آ گئے چنانچہ 1929ء میں اس تنظیم پر پابندی لگا دی گئی۔[23] پابندی لگنے کے بعد اس تنظیم کے سرگرم لوگوں میں اختلافات پیدا ہوئے اور مختلف گروپوں میں تقسیم ہوئے۔ کچھ افراد نے "الحزب الشیوعی الجزائری" کے نام سے دوبارہ کام شروع کیا، جبکہ کچھ نے اسی تنظیم کو نئے نام "الاتحاد الوطنی لمسلمی شمال افریقیا" سے کام شروع کیا۔ تاہم حکومت فرانس نے اس کا پیچھا نہیں چھوڑا اور اس کی قیادت کو مسلسل تنگ کرتے رہے چنانچہ اس کی سرگرمیوں کو پیرس سے الجزائر منتقل کر دیا گیا۔[24]

4. الحزب الشیوعی الجزائری:

کمیونسٹ پارٹی آف الجزائر 1936ء میں قائم ہوئی۔[25] یہ پارٹی فرانس کی کمیونسٹ پارٹی سے علیحدگی اختیار کر کے بنائی گئی جس نے مزدوروں، غرباء اور متوسط طبقے کی نمائندگی کرتے ہوئے ان کی حقوق کی آواز بلند کی۔ الجزائر کی کمیونسٹوں نے اپنے منشور میں قومی آزادی کا مطالبہ بھی شامل کیا۔ تاسیسی اجلاس منعقدہ 17، 18 اکتوبر 1936ء کے اختتامی بیان میں لکھا تھا کہ " الجزائر کو تباہی سے بچانا ممکن نہیں جب تک مزدور اور کسان کو استعمار کے پنجے اور اس کے ظالمانہ نظام سے آزاد نہ کرایا جائے۔ اور یہ کام کمیونسٹ پارٹی آف الجزائر کے پلیٹ فارم ہی سے ممکن ہے"[26]

اس پارٹی کے بنیادی مطالبات میں الجزائری اور فرانسیسی عوام کے درمیان مساوات، الجزائر کے عوام کے لئے دوہری فرانسیسی اور الجزائری شہریت کا مطالبہ شامل تھا۔ اسی طرح یہ مطالبہ بھی کیا گیا کہ ایک پارلیمنٹ کا قیام عمل میں لایا جائے جس میں 60 الجزائر اور 60 فرانس کے نمائندے ممبر ہوں۔[27] اس پارٹی کے منشور اور پروگرام سے اگرچہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ الجزائر کی آزادی کی خواہاں تھی تاہم فرانس کے ساتھ تعلق کو بھی ختم نہیں کرنا چاہتی تھی چنانچہ ان کے مطالبات میں یہ بھی شامل تھا کہ الجزائر میں فرانس کا مستقل نمائندہ موجود ہو۔ اسی طرح الجزائر عربی اور فرانسیسی دونوں زبانوں کو سرکاری زبان کی حیثیت دینا اس کے پروگرام کا حصہ تھا۔[28]

5. حزب الشعب الجزائری:

پیپلز پارٹی الجزائر کا قیام مارچ 1937ء کو نجم شمال افریقیا پر مکمل پابندی کے بعد ہوا۔ اس کے روح رواں بھی مصالی الحاج تھے، یہی وجہ ہے کہ اسے نجم شمال افریقیا کا امتداد سمجھا جاتا ہے تاہم اس پارٹی کی سرگرمیاں مغرب عربی کی بجائے صرف الجزائر تک محدود ہوئیں۔[29] 1937ء میں منعقد ہونے والے بلدیاتی انتخابات میں بھرپور طریقے سے حصہ لیا اور اپنے پرجوش نعروں کی وجہ سے مقبولیت حاصل کی۔ فرانسیسی حکام نے اس کے قائد مصالی الحاج کو پھر گرفتار کیا اور دوسری جنگ عظیم تک جیل میں رہے۔ چنانچہ دیگر تنظیموں کی اس کی سرگرمیاں بھی معطل ہوئیں۔ جنگ عظیم دوم کے بعد حالات بہتر نہ ہوئے، تنظیم کی صفوں میں اختلافات پیدا ہوئے اور بالآخر کئی ٹکڑوں میں تقسیم ہوئی۔[30]

جب طویل سیاسی جدوجہد کسی نتیجے پر نہیں پہنچی اور الجزائر کے عوام آزادی سمیت مسلسل اپنے بنیادی انسانی حقوق سے محروم رہے تو کچھ لوگوں نے پھر سے اسلحہ اٹھانے اور بزورِ شمشیر آزادی حاصل کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس خیال کے لوگوں اور تنظیموں نے 1951ء میں ایک اجتماع منعقد کیا اور مسلح جدوجہد کے آغاز پر اتفاق کیا گیا لیکن اس پر عمل درآمد کیا گیا نہ اس کے لئے کوئی حکمت عملی ترتیب دی گئی، لہٰذا بات وہیں پر ختم ہوئی۔[31]

اس سے قبل 1947ء میں پیپلز پارٹی الجزائر کے بعض عہدیداران نے سپیشل تنظیم کے نام سے ایک مسلح گروپ تشکیل دیا تھا لیکن پارٹی سربراہ نے ان کا ساتھ نہیں دیا چنانچہ کچھ اسلحہ جمع کرنے ار ایک آدھ کارروائی کے علاوہ وہ کچھ نہیں کر سکے۔ البتہ پارٹی کے جذباتی نوجوانوں نے قیادت کے بغیر 1953ء میں بلجئیم میں ایک کانفرنس بلائی اور منظم طریقے سے مسلح جدوجہد کے آغاز کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ مارچ 1954ء میں "اللجنۃ الثوریۃ للوحدۃ والعمل" کے نام سے الگ گروپ تشکیل دیا جس کے مرکزی ارکان 9 تھے۔ بعد میں یہ گروپ نیشنل لیبریشن فرنٹ کے نام سے مستقل تنظیم کی شکل اختیار کر گیا۔[32]

لبریشن فرنٹ کے نوجوانوں نے فیصلہ کیا کہ یکم نومبر 1954ء کو رات کے ایک بجے بیک وقت مسلح کارروائی کریں گے۔ پہلی رات کے لئے انھوں نے ستر سے زائد مقامات کو ٹارگٹ کیا جہاں بیک وقت انھوں نے کارروائی کرنی تھی۔ ان کے اہم اہداف میں پولیس چوکیاں، فوجی چھاونیاں، جنگل کے پہریدار، کسٹم کے چیک پوسٹ، اسلحہ ڈپو، فیکٹریاں، بجلی گھر اور گودام وغیرہ شامل تھے۔[33] اس کارروائی میں دو سے تین ہزار مجاہدین نے شرکت کی۔ ابتداء میں فرانسیسی قیادت اس کو چھوٹے گروہوں کی شرارت سمجھ رہی تھی لیکن پے درپے حملوں سے

جلد ہی انھیں اپنی رائے تبدیل کرنی پڑی۔ فرانسیسی حکام کو احساس ہوا کہ یہ اس کے خلاف ایک منظم جنگ ہے اور ضروری ہے کہ اس سے سختی سے نمٹا جائے۔[34]

مسلح جدوجہد جب زور پکڑ گئی تو تمام قومی جماعتوں نے بھی اس کی تائید کی چنانچہ فرانسیسی حکومت مذاکرات کے لئے آمادہ ہوئی۔ یہ وہ دور تھا جب فرانس میں چارلس ڈیگال[35] کی حکومت تھی۔ ستمبر 1959 میں چارلس ڈیگال نے الجزائریوں کو حق خود ارادیت کا اعتراف کیا۔ بعد میں جمہوریہ الجزائر کے قیام کی تجویز پیش کی جو فرانس کے زیر سایہ ہو اور بالآخر اپریل 1961ء میں الجزائری حریت پسندوں کے ساتھ نتیجہ خیز مذاکرات کا آغاز کیا جو مارچ 1962ء کے معاہدہ ایویان[36]Évian تک جاری رہے، جس کے نتیجے میں ایک سو بتیس سال بعد 5 جون 1062ء کو الجزائر کو آزادی حاصل ہوئی۔[37]

احمد بن بیلا[38] جو جنگ آزادی کے عسکری قیادت میں شامل تھے، ملک کے پہلے صدر بن گئے لیکن آغاز ہی سے حکومت کے لئے کھینچا تانی شروع ہوئی اور تحریک آزادی کی قیادت مختلف گروہوں میں تقسیم ہوئی۔ یہ تقسیم نظریاتی اور سیاسی بنیادوں پر ہوئی، ایک طرف اسلام پسند تھے تو دوسری طرف لبرل اور کمیونسٹ نظریات کے حاملین تھے، جو اپنے اپنے طریقے سے ملک کو چلانے کا مطالبہ کر رہے تھے۔ اسلام پسند جن کی نمائندگی شیخ محمد بشیر الابراہیمی[39] کر رہے تھے نے بن بیلا کی حکومت کی سخت مخالفت کی اور انھیں کمیونسٹ اور اسلام دشمن قرار دیا۔ ان کا مطالبہ تھا کہ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے لہٰذا سیاسی، اقتصادی اور معاشرتی تمام مسائل کے حل کے لئے اسلامی نظام نافذ کرنا چاہیے۔ اسی طرح عربی زبان کو عام کرنا، سیاسی اور اظہار رائے کی آزادی، شخصی ملکیت کا حق اور اشتراکیت و سیکولرزم کا مقابلہ ان کے سیاسی پروگرام کا حصہ تھا۔[40]

لبرلز اور بائیں بازو کی جماعتوں کی نمائندگی فرحات عباس[41] کر رہے تھے، جن کا مطالبہ تھا کہ ملک میں مغربی طرز پر ایک جمہوری نظام بنایا جائے جہاں حکومت منتخب پارلیمنٹ کے سامنے جوابدہ ہو اور پارلیمنٹ ہی بالادست ادارہ ہو۔[42] ان کے ساتھ کمیونزم کے داعی بھی بڑی تعداد میں موجود تھے جو سویت یونین کے لئے مخلص اور ایسے نظریات کے حامل تھے جس کا اہل وطن کے عقائد کے ساتھ کوئی تعلق نہیں تھا۔ کمیونسٹ نظریات کے حاملین نیشنل لیبریشن فرنٹ کے علاوہ مزدور اور طلبہ تنظیموں میں بڑی تعداد میں موجود تھے۔[43] یہ وہ حالات تھے جن میں مالک بن نبی نے آنکھ کھولی اور جن سے گزر کر ان کی ذہنی اور فکری نشو نما ہوئی۔

مصادر و مراجع

[1]۔ العقاد، صلاح، **المغرب العربی، الجزائر، تونس، المغرب الاقصیٰ**(القاہرۃ: مکتبہ الانجلو المصریہ، القاہرہ، 1992ء)، ص: 93۔

[2]۔ الجزائری عبد الحمید، **حقیقۃ الجزائر**، مکتبۃ الجزائر للدعایۃ والنشر، د۔ت، ص: 20۔

[3]۔ سعد اللہ ابو القاسم، **الحرکۃ الوطنیۃ الجزائریۃ**(بیروت لبنان: دار الغرب الاسلامی، ط: 1، 1922ء) ج: 1، ص: 140۔

[4]۔ امیر عبد القادر الجزائری 6 ستمبر 1808 کو مغربی الجزائر کے شہر مسکارا میں پیدا ہوئے۔ وہ ایک مجاہد سیاسی اور فوجی رہنما تھے جو الجزائر پر فرانسیسی قبضے کے خلاف اپنی جدوجہد کے لیے مشہور ہیں۔ انھوں نے الجزائر پر فرانس کے حملے کے آغاز کے دوران پندرہ سال تک ایک عوامی مزاحمت کی قیادت کی۔ انہیں جدید الجزائری ریاست کا بانی اور استعمار اور فرانسیسی ظلم و ستم کے خلاف الجزائر کی مزاحمت کی علامت سمجھا جاتا ہے۔ انہیں 1856 میں دمشق جلاوطن کر دیا گیا، جہاں انہوں نے خود کو مکمل طور پر تصوف، فلسفہ، تحریر اور شاعری کے لیے وقف کر دیا۔ 26 مئی 1883ء کو انتقال کر گئے۔ تفصیلی معلومات کے لئے دیکھئے:
https://ar.wikipedia.org/wiki/عبد_القادر_الجزائري

[5]۔ تفصیل کے لئے دیکھئے: المدنی، احمد توفیق، **ھذہ ھی الجزائر**، د۔ت، ص: 151 تا 154۔

[6]۔ **المغرب العربی، الجزائر، تونس، المغرب الاقصی** '، ص: 153۔

[7]۔ ترکی رابح، **الشیخ عبد الحمید بن بادیس: باعث النھضۃ الاسلامیۃ العربیۃ فی الجزائر الحدیثۃ**، دار العلوم، الریاض، 1983ء، ص: 55۔

[8]۔ ایضا، ص: 90۔

[9]۔ ایضا، ص: 71، 72۔

[10]۔ فرانسیسی سامراج نے الجزائری عوام کو کس طرح غربت کی لکیر سے نیچے پھینک کر انھیں فاقوں پر مجبور کیا، اس کا نقشہ احمد توفیق نے اپنی کتاب میں تفصیل کے ساتھ کھینچا ہے۔ دیکھئے: المدنی، احمد توفیق، **ھذہ ھی الجزائر** (القاہرۃ: مکتبۃ النھضۃ المصریہ، 1956)ص: 151 تا 154۔

[11]۔ خدیجہ نعیجی، **اسھامات کتلۃ النواب المنتخبین المسلمین الجزائریین فی تفعیل النشاط السیاسی بالجزائر** رسالۃ ماجستیر فی التاریخ المعاصر، اشراف: وافیۃ نفطی (الجزائر: جامعۃ محمد خیضر، 2014-2015ء)، ص: 8۔

[12]۔ ناصر الحاج، **موقف الجزائریین من التجنید الاجباری**، رسالۃ ماجستیر (الجزائر: کلیۃ الآداب والعلوم الانسانیۃ والاجتماعیۃ، جامعۃ بوزریعۃ الجزائر، 2004ء، ص: 45۔

[13]۔ صاری احمد، **شخصیات وقضایا من تاریخ الجزائر المعاصر**، المطبعۃ العربیۃ، الجزائر، 2004، ص: 22۔

[14]۔ خدیجہ نعیجی، **اسھامات کتلۃ النواب المنتخبین المسلمین الجزائریین**...، ص: 13۔

[15]۔ جیجل الجزائر کے مشرق میں ساحل سمندر پر دار الحکومت سے تقریبا ساڑھے تین سو کلو میٹر مسافت پر واقع ہے۔ یہ سطح سمندر سے صرف دس میٹر کی بلندی پر ہے اور الجزائر کے بڑے زہروں میں اس کا شمار ہوتا ہے۔ مذکورہ اخبار اس شہر سے جاری ہوا تھا اور اسی نسبت سے اس کا نام"جیجلی" رکھا گیا۔ اس شہر کی مزید معلومات کے لئے دیکھئے: https://en.wikipedia.org/wiki/Jijel

[16]۔ ایضا، ص:14۔

[17]۔ عباس فرحات، **لیل الاستعمار**، ترجمہ: فیصل احمر (الجزائر: دار المسک، 2010ء)، ص:109۔

[18]۔ امیر خالد دمشق میں 1875ء کو پیدا ہوئے۔ وہ الجزائر کے عظیم مجاہد امیر عبد القادر الجزائری کے پوتے تھے جنھوں نے فرانسیسی استعمار کے سامنے کھڑے ہو کر جہاد کیا۔ امیر خالد نے ملک کی آزادی کے لئے سیاسی جدوجہد کی اور مسلمانوں کے حقوق کا مطالبہ کیا۔ انھوں نے اس مقصد کے لئے سیاسی تنظیم بھی بنائی اور "الاقدام" کے نام سے ایک اخبار کا اجراء بھی کیا۔ امیر خالد اور ان کی جدوجہد کی تفصیل کے لئے دیکھئے: قداش محفوظ، **الامیر خالد وثائق شھادات لدراسۃ الحرکۃ الوطنیۃ**، (الجزائر: دیوان مطبوعات د۔ت)، ص: 144 تا149۔ نیز: جلال یحی، رشید الناضوری، عبد العزیز سالم: **تاریخ المغرب الکبیر**، ج:4 (بیروت: دار النھضۃ العربیہ، 1981ء)، ص:215۔

[19]۔ العقبی حسن موسی، **مالک بن نبی وموقفہ من القضایا الفکریۃ المعاصرہ**، رسالۃ ماجستیر، اشراف: الدکتور صالح حسین الرقب غزۃ فلسطین: الجامعۃ الاسلامیۃ، 2005ء)، ص:14۔

[20]۔ العقبی حسن موسی، سابقہ مصدر ص:14۔

[21]۔ العویسی، عبد اللہ بن حمد، **مالک بن نبی، حیاتہ وافکارہ**، ص:39،40۔

[22]۔ العقبی حسن موسی، **مالک بن نبی وموقفہ من القضایا الفکریۃ المعاصرہ**، سابقہ مصدر، ص:14۔

[23]۔ العویسی، عبد اللہ بن حمد، **مالک بن نبی، حیاتہ وافکارہ**، ص:40۔

[24]۔ ایضا، ص:41۔

[25]۔ محمد بالعباس، **الوجیز فی تاریخ الجزائر** (الجزائر: دار المعاصرہ للنشر والتوزیع، 2009ء)، ص:42۔

[26]۔ یوسف مناصریۃ، **الاتجاہ الثوری فی الحرکۃ الوطنیۃ بین الحربین العالمیتین (1919ء–1939ء)** (الجزائر: المؤسسۃ الوطنیۃ للکتاب، 1989ء)، ص:27،28۔

[27]۔ مومن العمری، **الحرکۃ الثوریۃ فی الجزائر من نجم شمال افریقیا الی جبھۃ التحریر الوطنی (1926–1954)** (الجزائر: دار الطلیۃ للنشر والتوزیع، قسنطینۃ، 2003ء)، ص:47۔

[28]۔ الزبیر، محمد العربی، **تاریخ الجزائر المعاصر**، ج:1، دار ھومۃ للطباعۃ والنشر والتوزیع، الجزائر، 1999ء، ص:250۔

[29]۔العقاد، **المغرب العربي، الجزائر، تونس، المغرب الاقصیٰ**،(القاہرہ: مکتبۃ الانجلو المصریۃ، 1962ء)، ص:303۔

[30]۔ایضا، ص:303۔

[31]۔ترکی رابح، **الشیخ عبد الحمید بن بادیس**، ص:62۔

[32]۔الجیلالی، عبد الرحمن بن محمد، **تاریخ الجزائر العام** (بیروت: دار الثقافۃ، ط:4، 1980ء)، ص:387۔

[33]۔العقاد، **المغرب العربي**۔۔ سابقہ مصدر، ص:388 اور 394۔

[34]۔ایضا، ص:394-395۔

[35]۔چارلس ڈیگال 1890ء میں پیدا ہوئے، وہ فرانس پانچویں جمہوریہ کے پہلے صدر تھے۔ وہ دوسری جنگ عظیم کے بعد سیاست سے کنارہ کش ہوئے اور برطانیہ چلے گئے۔ 1947ء میں جرمنی کی شکست کے بعد وطن واپس ہوئے اور دوبارہ سیاست میں فعال ہوئے۔ 1958ء میں جب فرانس داخلی انتشار اور سیاسی بدنظمی کی وجہ سے بحران کا شکار تھا تو انھیں وزیر اعظم مقرر کیا گیا۔ انھوں نے فرانس کا نیا آئین مرتب کیا۔ جنوری 1959ء میں صدر منتخب ہوئے اور دس سال تک ملک کے صدر رہے۔ انھی کے دور میں الجزائر کو آزادی ملی۔ صدر چارلس ڈیگال کی تفصیلی تعارف کے لیے دیکھئے: **https://ur.wikipedia.org/wiki/چارلس_ڈیگال**

[36]۔معاہدہ ایویان 18 مارچ 1962ء کو الجزائری حریت پسندوں اور فرانس کے ایلچی کے درمیان بات چیت کا آغاز ہوا اور پہلی فرصت میں جنگ بندی کا اعلان ہوا۔ 20 مئی 1962ء کو فرانس کے شہر ایویان میں باقاعدہ مذاکرات شروع ہوئے جسے معاہدات ایویان The ÉvianAccords کہا جاتا ہے۔ یہ مذاکرات ایک سال تک جاری رہے اور بالآخر آزادی کے مطالبات منوانے پر ختم ہوئے۔ اس معاہدے کی تفصیل کے لئے دیکھئے: **https://en.wikipedia.org/wiki/Évian_Accords**

[37]۔تفصیلات کے لئے دیکھیے: العقاد، **المغرب العربي**، ص:416 وما بعد۔

[38]۔احمد بن بیلا 1916ء کو مراکش کے سرحد پر واقع الجزائر کے شہر لامغنیۃ میں پیدا ہوئے۔ وہ لبریشن فرنٹ بنانے والے 9 ارکان میں سے ایک تھے۔ 1937 سے 1940ء تک فرانسیسی فوج میں اجباری ملازمت کی۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد الجزائر کی آزادی کی تحریک میں شامل ہوئے۔ 1962ء میں آزادی ملی تو انھیں پہلے صدر کی ذمہ داری دی گئی۔ تاہم 1965ء میں سپہ سالار ھواری بومدین نے انھیں ہٹا کر جیل میں ڈالا اور خود حکومت سنبھالی۔ لمبا عرصہ جیل میں گزارنے کے بعد 2012ء میں وفات پاگئے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے:

https://en.wikipedia.org/wiki/Ahmed_Ben_Bella

[39]۔ **محمد** بشیر ابراہیمی، 1889ء میں پیدا ہوئے۔ وہ عبد الحمید بن بادیس کی قیادت میں قائم کردہ جمعیت علماء الجزائر کے وکیل تھے۔ انھوں نے متعدد کتابیں تصنیف کیں۔ ان کی تفصیلی حالات کے لئے دیکھئے: الزرکلی، خیر الدین، **الاعلام**، (بیروت لبنان: دار العلم للملایین، 1989ء)، ج:6، ص:54۔

[40]۔ براہیمی عبد الحمید، **فی اصل الازمۃ الجزائریۃ** (بیروت لبنان: 1985ء)، سلسلۃ مرکز دراسات الوحدۃ العربیۃ، ص:97۔

[41]۔ فرحات عباس فرحات عباس 1899ء کو الجزائر کے پہاڑی علاقے بنی عافر میں پیدا ہوئے۔ فرانسیسی قبضے کے دوران انھوں اپنی سیاسی جماعت "الاتحاد الدیمقراطی للبیان الجزائری" کی بنیاد رکھی۔ 1958 تا 1961ء الجزائر کے عبوری صدر رہے، بعد ازاں پارلیمنٹ کے چیئرمین بھی منتخب ہوئے۔ دسمبر 1985ء میں ان کا انتقال ہو گیا۔ انھوں نے کئی کتابیں تصنیف کیں جن میں "الشباب الجزائری"، "الحرب والثورہ: لیلۃ الاستعمار"، "الاستقلال المغتصب" قابل ذکر ہیں۔ تفصیلی حالات کے لئے دیکھئے:
https://ar.wikipedia.org/wiki/فرحات_عباس#مؤلفاته

[42]۔ حسن موسی العقبی، **مالک بن نبی وموقفہ من القضایا الفکریۃ المعاصرہ**، سابقہ مصدر، ص:16۔

[43]۔ العقبی حسن موسی، مصدر سابق، ص:17۔